اٹھائیسواں باب

آزمایش سے کوئی نہ بچا

اسلام قبول کرنے والے معزز قریشی افراد پر ظلم

۲۰۲ ظالموں کا سرغنہ، عمرو بن ہشام المخزومی، امام ائمۃ الکفر، امامُ الجاہلیت، ابو جہل

۲۰۳ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر مظالم

۲۰۴ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر تشدد

۲۰۵ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر تشدد

۲۰۶ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر مظالم

اٹھائیسواں باب

آزمایش سے کوئی نہ بچا

اسلام قبول کرنے والے معزز قریشی افراد پر ظلم

ظالموں کا سرغنہ، عمرو بن ہشام المخزومی، امام ائمۃ الکفر، امامُ الجاہلیت، ابو جہل

جب ہم اسلام کے مقابلے میں جاہلیت کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب نبیوں کی لائی ہوئی تعلیمات کے مقابلے میں انسانی عقل سے تعمیر کیا ہوا نظامِ زندگی ہوتا ہے۔ انسانی تہذیب و تمدن نے بڑے اُتار چڑھاؤ دیکھے ہیں، گردشِ دوراں کے اکثر ادوار میں انسانی قیادت نے الوہی ہدایت سے بے پرواہ ہو کر، اپنے ہی ابنائے نوع پر ظلم و زیادتی کے ساتھ، اپنے مفادات کی تابع عقل کے تحت بے قید زندگی گزارنی چاہی ہے، اسی کو اسلامیان حقیقی جاہلیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک انسان مکتبی تعلیم کی ابجد سے ناواقف ہو کر انتہائی دانش مند یعنی اولی الالباب، ہو سکتا ہے بشرطے کہ اللہ کا ذکر کرتا ہو اور آفاق و انفس کی نشانیوں میں تفکر و تدبر کرتا ہو، اس کے مقابلے میں ایک علامہ دہر، پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ اور بار ایٹ لا جیسی بڑی بڑی ڈگریاں اُٹھانے والا ابو جہل قرار پا سکتا ہے، انسانی تاریخ میں ہی نہیں اس دور میں بھی جہاں کہیں نمائندگانِ اقوام یا سربراہانِ مملکت کے اجلاس ہو رہے ہوں، ایوان بڑے بڑے جاہلوں سے بھرے پڑے نظر آتے ہیں۔ آج مغرب کا تو کہنا ہی کیا اسلامی ممالک کی حکومتوں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کو رواں رکھنے والے شعبوں کے کلیدی مقامات نِرے جاہلوں سے پٹے ہوئے ہیں، جس دور میں نبی ﷺ شہرِ مکہ میں تشریف لائے، سادہ سی زندگی کے باوجود اقتدار کی کنجیاں جہلا کے قبضے میں تھیں۔ دار الندوہ جو اپنے دانست میں اہلِ دانش کا مرکز تھا جاہلوں سے بھرا تھا، یہ نصیبے [بد نصیبے] والی بات تھی کہ عمرو بن ہشام المخزومی کی قسمت میں امامِ ائمۃ الکفر بننا لکھا تھا سو اس نے زبانِ نبوت سے ابو جہل کا خطاب پایا، اُس کی فکر و تکبّر اور اُس کا روّیہ پوری جدید و قدیم انسانی تاریخ میں جاہلیت کا غماز ہے۔ اُسی کے نقشِ قدم سارے ادوارِ حاضر و قدیم کے جاہلوں کا سرمایہ ہیں۔

ابو جہل کا طریقِ واردات

ابو جہل جب کسی دولت واقتدار سے بہرہ ور معزز آدمی کے مسلمان ہونے کی خبر سنتا تو اسے اپنی لچھے دار باتوں سے بے عزت اور ذلیل ور سوا کرنے اور اُس کی معاشی اور مالی حالت کو برباد کرنے کی بھرپور کوشش کرتا۔ اس کے مقابلے میں اگر کوئی کم مایہ [لونڈی، غلام، پردیسی، غریب] آدمی مسلمان ہوتا تو اسے خود بھی ایذا دیتا اور دوسروں کو بھی آمادہ کرتا۔ اس کم بخت نے یاسرؓ اور اُمِ یاسر کو شہید کیا اور اپنے سگے بھائی کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں طویل مدت تک قید رکھا، محمد ﷺ سے خاندانی رقابت کا معاملہ اگر وجہ مخالفت ہوتی تو ابو جہل کے سگے بھائی کو کیا پڑی تھی کہ وہ محمد ﷺ کی خاطر قید و بند کی سخت زندگی گوارا کرتا۔ اسی طرح اُس کے خاندان میں ارقمؓ بن ابی الارقم اُس کا عم زاد (چچازاد) بھائی تھا، اُس نے اپنا مکان نبی ﷺ کو اسلام کے پہلے مرکز کے طور پر استعمال کرنے کے لیے دیا تھا، ارقم رضی اللہ عنہ پر اُن کے معاشرتی اور خاندانی مرتبے کے باعث اُس کا کوئی زور نہ تھا، سو، اُن کے سامنے باتیں بنانے کے سوا کچھ نہ کر سکتا تھا۔

مصعبؓ بن عمیر پر مظالم

مصعبؓ بن عمیر بڑے ناز و نعم میں پلنے والے انتہائی خوش پوش نوجوان تھے، اسلام کے ابتدائی ایام یعنی پہلے تین سالہ دور میں تو امن و امان سے رہے مگر جب یہ قرار داد طے ہو گئی کہ مالکان اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو اور باعزت خاندانوں کے بڑے اپنے خاندان کے 'گم راہ' نوجوانوں کی خبر لیں گے تو ان کی ماں کو بھی جاہلیت کی حمایت کا جوش اٹھا، ان کا دانہ پانی بند کر دیا اور گھر سے نکال دیا، یہ شدت سے دوچار ہوئے تو کھال اس طرح ادھڑ گئی جیسے سانپ کینچلی چھوڑتا ہے۔

ابو بکرؓ پر تشدد

ابو بکرؓ کو بھی کٹھن حالات اور آلام و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ سے توہین آمیز سلوک کیا گیا اور اس حد تک زدو کوب کیا گیا کہ آپ کا چہرہ لہولہان ہو گیا اور آپ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا رہے۔

قرینین: ابو بکر صدیقؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ: اندازہ کیجیے کہ ابو بکرؓ جیسا معزز قریشی جن کی محفل میں سوسائٹی کے شرفا [VIPs] شریک ہو کر خود کو معزز شمار کرتے تھے جب کسی کے معزز اور دانش

مند ہونے کا معیار ابو بکر صدیقؓ کی محفل کا ممبر ہونا تھا،اُن تک کو اسلام قبول کرنے پر جاہلیت نے معاف نہیں کیا،اُن کو بھی اذیت دی گئی۔انھیں اور ان کے ساتھ طلحہؓ بن عبید اللہ کو نوفل بن خویلد عدوی نے [یا طلحہؓ بن عبید اللہ کے بھائی عثمان بن عبید اللہ نے] پکڑ کر ایک ہی رسی میں باندھ دیا۔ کہ وہ نماز نہ پڑھ سکیں۔ مگر انھوں نے اس کی بات نہ سنی،اس کے بعد اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ دونوں گرفت سے آزاد نماز میں مشغول تھے۔اس واقعہ کے بعد ان دونوں کو قرینین کا خطاب ملا یعنی ایک ساتھ بندھے ہوئے۔کیا نصیب جاگے تھے طلحہؓ بن عبید اللہ کے کہ یارِ غار کے یارِ تار (رَسّی) بنے۔اِنھی جیسے اور دوسرے اذیت کے معاملات تھے کہ جن کی وجہ سے دونوں حضرات ہجرت مدینہ کی نوبت آنے سے قبل ہی مکہ کو چھوڑنے پر آمادہ ہو کر نکل کھڑے ہوئے ،اس کی تفصیل اپنے مقام پر بیان ہو گی۔

نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بچاتے ہوئے ابو بکرؓ کا شدید زخمی ہو جانا: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن مکہ کے مشرک سردار کعبہ میں حجر اسود کے قریب جمع تھے اور آپس میں نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے جتنا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی باتوں کو برداشت کیا ہے ویسا کسی معاملے میں کبھی نہیں کیا تھا۔وہ انھی باتوں میں مصروف تھے کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لے آئے اور حجرِ اسود کو بوسہ دے کر کعبے کا طواف کرنے لگے، پہلے چکر میں جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان لوگوں کے پاس سے گزرے تو اِن لوگوں نے آپؐ کی طرف اشارے کیے،آپ نے نظر انداز کر دیا،دوسرے طواف میں بھی ایسا ہی ہوا، تیسرے چکر میں آتے ہوئے اِن سرداروں کے پاس رُکے اور کہا کہ :اے گروہ قریش کیا تم سنتے ہو اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تو تم پر ذبح بنا کر [ذبح کرنے کے لیے] بھیجا گیا ہوں۔عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ کہنا تھا کہ ہیبت کے مارے ہر شخص دم بخود ہو گیا، گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں [کہ اگر ذرا سر ہلا تو پرندہ اڑ جائے گا] وہ اس حد تک خوف زدہ تھے کہ ان میں سے سخت ترین لوگ جو پہلے لوگوں کو بھڑکاتے تھے چکنی چپڑی باتیں کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ ابو القاسم آپ بھلائی اور برکت کے ساتھ تشریف لے جائیے، واللہ آپ نے اس سے پہلے کبھی ایسی سخت بات تو نہ کی تھی، آپ نادان نہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سن کر آپ چلے گئے۔

دوسرے روز آپ پھر اسی طرح حرم میں تشریف لائے اور وہی لوگ وہاں موجود تھے، اُنھی میں سے کسی نے یاد دلایا کہ کل کس طرح اس شخص نے تم کو لاجواب کیا تھا، وہ یکا یک آپ پر جھپٹ پڑے کہ تم وہی ہو جو ایسا اور ایسا کہتے ہو؟ [اشارہ معبودوں کی تنقیص کی طرف تھا] آپ نے کمال بہادری سے جواب دیا: ہاں میں وہی ہوں جس نے ایسا کہا ہے، یہ سن کر ایک شخص نے آپ کو پوری چادر سمیت پکڑ لیا اور گردن میں اُس کو مروڑنے لگا، ابو بکرؓ نے ایک چیخ سنی کہ اپنے ساتھی کو بچاؤ، وہ یہ سن کر دوڑتے ہوئے آئے اور مارنے والوں سے کہا تمھارا ستیاناس اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ۔

بخاری میں عروہ بن زبیرؓ کا بیان مذکور ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے دریافت کیا کہ مشرکین نے جو نبی ﷺ سے سخت ترین بدسلوکی کی اُس کی تفصیل مجھے بتائیں، انھوں نے کہا کہ عقبہ بن ابی معیط نے نبی ﷺ کی گردن میں اپنا کپڑا ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا، اتنے میں ابو بکرؓ آگئے اور عقبہ کو اس کے دونوں کندھوں کے درمیان سے دھکا دیا اور کہا کہ ، اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ تم اس شخص کے قتل کے درپے ہو رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ یہ سن کر لوگوں نے نبی ﷺ کو چھوڑ دیا اور آپؓ کی پٹائی کرنے لگے، اتنا مارا کہ آپ کے سر کے بال ٹوٹ گئے اور آپ شدید زخمی ہو گئے۔ اسماءؓ کہتی ہیں کہ اُس موقع پر آپ کے سر میں چار چوٹیاں تھیں، وہ جب واپس گھر لائے گئے تو یہ حالت تھی کہ جس چوٹی کا بال ہم چھوتے تھے وہ ہمارے ہاتھ آجاتا تھا۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر تشدد

عثمانؓ بن عفان اپنی ساری عزت و جاہ اور دولت کے باوجود جاہلوں کے غیظ و غضب کا اس طرح نشانہ بنے کہ اسلام قبول کرنے کے جرم میں اُن کا چچا انھیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتا۔ وہ اس عمل کو بار بار دہراتا لیکن عثمانؓ کے ایمان واستقلال میں ذرّہ بھر فرق نہ آیا

عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوذر غفاریؓ پر مظالم

اسلام کے ابتدائی ایام میں ایک روز صحابہ نے آپس میں کہا کہ قریش کو اب تک بلند آواز سے قرآن کسی نے نہیں سنایا، عبداللہ بن مسعودؓ نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو اس مبارک کام کے لیے پیش

کیا، لوگوں نے کہا کہ تمھارا خطرہ میں پڑنا مناسب نہیں، اس کام کے لیے تو ایک ایسا شخص درکار ہے جس کا خاندان وسیع ہو اور وہ اس کی حمایت میں مشرکین سے محفوظ رہے، لیکن عبد اللہؓ نے اصرار کیا اور دوسرے روز چاشت کے وقت قرآن کی تلاوت با آوازِ بلند شروع کی تو قریش نے تعجب اور غور سے سن کر پوچھا، ابنِ اُمِ عبد کیا کہہ رہا ہے؟ کسی نے کہا کہ محمدؐ پر جو کتاب اتری ہے اس کو پڑھتا ہے، یہ سننا تھا کہ مشرکین کا گروہ ٹوٹ پڑا اور اس قدر مارا کہ چہرہ سوج گیا۔

ابو ذرؓ قبیلۂ بنی غفار سے تعلق رکھتے اور مدینہ سے باہر اُس کے نواحی علاقہ میں رہتے تھے، بعثت کے ابتدائی ایام [اغلباً تیسرے سال میں] میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سن کر مدینہ سے پیدل چل کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اسلام قبول کیا اور صحابہ کے منع کرنے کے باوجود اُسی وقت خانہ کعبہ میں آکر قرآن مجید کی آیات با آواز بلند تلاوت کرنا شروع کر دیں، مشرکین نے کہا اس بے دین کو مارو، چنانچہ چاروں طرف سے لوگ پِل پڑے اور اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے، اس اثنا میں عباس بن عبد المطلب جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے، آ گئے انھوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو قبیلۂ غفار کا آدمی ہے جہاں سے تم تجارت کے لیے کھجوریں لایا کرتے ہو، لوگ یہ سُن کر ہٹ گئے یہ ہوش میں آکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور اگلے دن پھر اسی طرح ابو ذر غفّاری نے مسجد الحرام میں بلند آواز سے اعلان کیا: 'میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' یہ سنتے ہی مشرکین کا مجمع اِن پر ٹوٹ پڑا اور مار مار کر زمین پر گرا دیا۔ اتنے میں نبی کریم کے چچا عباسؓ آ گئے انہوں نے ابو ذرؓ کو بچانے کے لیے خود اپنے آپ کو اُن کے اوپر ڈال دیا اور انہیں مشرکین کے ستم سے بچایا۔ یوں دو دن لگاتار اپنے اسلام کا اعلان کر کے وطن کو واپس آئے۔

☆☆☆☆☆